مناظرہ رحم و انصاف

از

شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی

باہتمام اسحاق علی علوی

الناظر پریس واقع لکھنؤ مین چھپا

سنہ ۱۹۱۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک دن رستم نے انصاف سے جا کر پوچھا
کیا سبب ہے کہ ترا نام ہو دنیا مین بڑا

نیکنامی سے تری سخت تحیر ہے ہمین
ہان نہین ہم بھی کہ ہے کونسی خوبی تجھ مین

دوستی سے تجھے کچھ دوستونکی کام نہین
آنکھ مین تیری مروت کا کہین نام نہین

اپنے بیگانے ہین سب تیری نظر مین یکسان
دوست کو فائدہ ہی تجھ سے نہ دشمن کو زیان

قتل انسان ہمیشہ سے ہی عادت تیری
سیکڑون چڑھ گئے سولی پہ بدولت تیری

جان اور مال سے نمرود کو کھویا تو نے
اور فرعون کو دریا مین ڈبویا تو نے

فوج راون کی لڑائی مین کھپائی کس نے
آگ لنکا مین سوا تیرے لگائی کس نے

قید خانون مین جہان کے ہے بڑا دخل ترا
جتنے قیدی ہین تری جان کو دیتے ہین دعا

تیرے فتوون پہ کروڑون ہوئے سر تن سے جدا
اور ترے حکم سے لاکھون ہوئے مسکن سے جدا

لطف ہے تیری طبیعت مین نہ کچھ جوش غضب
تجھکو خوردون پہ ہے شفقت نہ بزرگونکا ادب

کانپتے آتے ہین محفل مین تری شاہ وگدا
تجھ سے ڈرتے ہین احباب ہون یا ہون اعدا

جان پہچان کا ساتھی ہے نہ انجان کا دوست
یار ہندو کا ہے تو اور نہ مسلمان کا دوست

نہین جائز ترے مذہب مین کسی کی امداد
تیرے نزدیک برابر ہے غلام اور آزاد

دم مین تو صحبت ویرانہ بھلا دیتا ہے — دوستی خاک مین برسونکی ملا دیتا ہے

طور برتاؤ کا ہے سب سے نرالا تیرا — تجھ سا رو دکھا کوئی دنیا مین نہ دیکھا نہ سنا

ہٹ پہ تو اپنی جہان نام خدا آجاے — باپ کے ہاتھ سے بیٹے کا گلا کٹوا دے

اسی کرتوت پہ اے عدل یہ دعوی ہے تجھے — کہ بنا امن کی دنیا مین ہے قائم مجھسے

ایک تو ہے کہ یگانو کے ہین دل تجھسے فگار — ایک مین ہون کہ نہین غیر بھی مجھ سے بیزار

رحم ہے نام مرا لطف و کرم کام مرا — فیض ویرانہ و آباد مین ہے عام مرا

حق کے الطاف و عنایت کا بہانہ ہون مین — خلق کی کام روائی مین یگانہ ہون مین

میری سرکار مین ہو جاتے ہین سب عذر قبول — میرے دربار سے جاتے نہین مجرم بھی ملول

لطف ہے عام سوا اہل خطا پر میرا — ہاتھ اٹھتا نہین خونی کی سزا پر میرا

غم مرے سامنے شادی سے بدلجاتے ہین — ہنستے جاتے ہین جو یان روتے ہوے آتے ہین

مجرئی شرم و مروت مرے دربار کے ہین — بخشش و جود ملازم مری سرکار کے ہین

موج زن ہوتا ہے جب فیض کا میرے قلزم — یاس ہو جاتی ہے انبوہ مین امید کے گم

مصر مین قید سے یوسف کو نکالا مینے — اور ایوب کے بیڑے کو سنبھالا مینے

مین ہر اک درد مین ہو جاتا ہون انسان کا شریک — مین نہ ہوتا تو نہ دیتا کوئی محتاج کو بھیک

مین ہی دیتا ہون یتیمون کو دلاسا جا کر — مین ہی لیتا ہون برے حال مین بندون کی خبر

میرے ہی دم سے ہے آدم کا نمونہ باقی — میرے ہی دم سے ہے عالم مین نمود بشری

ورنہ انسان کہ ہے جرم و خطا کا پتلا — مین نہ ہوتا تو بھلا اسکا ٹھکانا کیا تھا

بیڑا فرعون کا جب غرق فنا ہوتا تھا — مین وہان ساحل دریا پہ کھڑا روتا تھا

تجھسے ہوتے اگر اے عدل یہان مین ترے جاے — لٹ گئی ہوتی کبھی کی مرے گلشن کی بہار

جب سُنا رحم نے یہ ولولہ انگیز خطاب
کہا انصاف سے ہو حکم تو دون اسکا جواب

آپ کی نیکیون سے کسکو ہی انکار یہان
کیونکہ ہی ذکر جمیل آپ کا مشہور جہان

مگر اے رحم برا ملنے کی بات نہین
نیکیان آپ کو کردین نہ یہ بدنام کہین

ہمنے مانا کہ مروت بھی بڑی ہی اک چیز
پر مروت کے لیے شرط ہوای دوست تمیز

کھو دیا جس نے مروت کو یہان عام کیا
اسکو رسوا کیا اور آپ کو بدنام کیا

بول تیتے نہین آفت کے یہ پرکالے ہین
اس مروت نے تری سیکڑون گھر گھالے ہین

دوستون کو ہو اشارا کہ کسی سے نہ ڈرو
دشمنون سے یہ مدارا ہی کہ چاہو سو کرو

چور چوری سے نہین ڈرتے بدولت تیری
لیئے پھرتی ہے اچکون کو حمایت تیری

جتنے قزاق ہین یان انکا مددگار ہی تو
اور سب ڈاکون کا قافلہ سالار ہے تو

ہوا جس ملک مین سرکار کا جاری قانون
اسکو سمجھو کہ ہوا اب کوئی دن مین ویران

باپ کا حکم نہین مانتے فرزند رشید
اور نوکر نہین دیتے کبھی آقا کو رسید

لڑکے اُستاد کی گھڑکی کو نہین مانتے کچھ
بدمعاش اہل پولیس کو نہین گردانتے کچھ

اہلکارون کا کچہری مین جو دیکھو بہوار
سمجھو دیوان عدالت کو کہ ہی اک بازار

پیٹ پکڑے ہوے وان پھرتے ہین جانے والے
اور منہ کھولے ہوے بیٹھے عدالت والے

نہین حاکم کی مروت سے انہین خوف ال
"بول کیا لایا ہی" اظہار کا پہلا ہی سوال

ہر طرف بیچ مین دلال ہین کچھ جھوٹ سہے
دونون ہاتھون سے غرضمندون کو ہین لوٹتے ہے

یون تو اے رحم تری ذات مین جوہر ہین بہت
خیر تھوڑی ہی مگر آپ مین ہین شر بہت

ایک رہزن کو جو تو قید سے چھڑواتا ہے
بیسیون قافلون کو جان کو لٹواتا ہی

باپ کو ہونے نہین دیتا جو بیٹے سے خفا
بے ادب کھانا اُسے چاہتا ہی تو گویا

ناز پر اُٹھنے نہیں دیتا جو استاد کا ہاتھ · یہ سلوک اچھے نہیں ہیں جس سے شاگرد کیا تھا
میٹھی باتوں میں تری زہرِ ہلاہل ہے بھرا · تیرا آغاز تو اچھا ہے پر انجام برا
کاش تو بھی مرے قانون پہ چلتا آدم · اپنے اندازہ سے باہر نہ نکلتا اے رحم
بے مروت ہوں اگر میں تو یہ جوہر ہے مرا · جس کو تو عیب سمجھتا ہے وہ زیور ہے مرا
راستبازی جو سنی ہے وہ طبیعت ہے مری · اور عدالت جسے کہتے ہیں وہ عادت ہے مری
معتدل نام ہے جس کا وہ مزاج اپنا ہے · بھاگ اُس ملک سے جس ملک میں راج اپنا ہے
میں ہی تھا جس نے کہ ویرانوں کو آباد کیا · میں ہی تھا جس نے کہ اخباروں کو آزاد کیا
حکم سے میرے ہوئی گو نسلوں کی ناموری · رائے سے میرے بنیں سلطنتیں جمہوری
کھو دیا میں نے نشان سلطنت شخصی کا · اور دنیا سے غلامی کو مٹا کر چھوڑا
مجلسیں سیکڑوں ملکوں میں بٹھائی میں نے · راہیں اغلاط سے بچنے کی سجھائی میں نے
حکمِ وقت آ تو کسی گھر میں معتمد نہ رہا · سلطنت نام ہے اب قوم کی پنچایت کا
جس طرح ظلم کا اے رحم روادار نہیں · میں اسی طرح سے تیرا بھی مددگار نہیں
سرِ فرا جس نے اٹھایا اُسے کھو کر چھوڑا · باپ کی نادر کو دریا میں ڈبو کر چھوڑا
حکمِ عالم میں مرا شرق سے تا غرب ہے عام · جس نے مانا نہ مرا حکم رہا وہ ناکام
رائے کرتی نہیں میری کسی حالت میں خطا · تیر لگتا ہے مرا جا کے نشانے پہ سدا
میں دکھا دیتا سیاست کی گر اپنی تلوار · چل نہ سکتا کبھی قابیل کا ہابیل پہ وار
کارفرما ہے جہاں میری عدالت اے رحم · دم نہیں مارتی واں تیری وکالت اے رحم
واں تعصب کا پتہ اور نہ عداوت کا گذر · نہ قرابت کا نشان اور نہ محبت کا اثر
حکم جاری ہے جدھر دیکھیے آزادی کا · بڑھ کے چلتا نہیں واں شاہ سے تا بہ گدا

اگر دی مکر سے کہتی ہی مین آئی تو چل
پاکبازون کو نہین عہد مین میرے کھٹکا
سات پردون مین اگر عیب کسی کا ہی چھپا
ہین خطاکار کے دشمن در و دیوار یہان
اور اگر عیب سے ہی پاک کسی کا دامن
نہ رعیت کا اُسے خوف نہ کچھ شاہ کا ڈر
نہ عدالت مین اُسے ڈر کسی فریادی کا
جو ہنرمند ہین دل اُن کے بڑھاتا ہو نہین
بے ہنر ہو کسی پیرایہ مین یان جلوہ نما
یان نہ اُستاد کو شاگرد کی اصلاح سے عار
سنتے جاہل سے ہین گر فائدہ کی بات حکیم
نوکر آقا کی جتاتا ہے اگر کوئی خطا
کرنے پاتے نہین گاہک پہ دکاندار ستم
بیل بے وجہ نہین آر کسی کی کھاتا
اونچے اونچون سے یہان سیتے ہین چلد پوری
محنتی جتنے ہین یان خرم و دلشاد ہین سب
اہل مقدور کو کھٹکا نہین کچھ چور و دزن سے
خوب کو خوب سمجھتے ہین یہان زشت کو زشت
چھوٹے بچون کو نہین بھین ملے پاتے ہے

ٹیڑھے ترچھون کے بل آگ ان مین جلے ہین کل
جو کنوئنڈے ہین جی مجھ سے کھٹکتے ہین سدا
نہ ہوا آج تو کل ہو گا مقرر رسوا
بھائی بھائی کے نہین ہوتے مددگار یہان
غم نہین اسکا ہو گر سارا زمانہ دشمن
نہ اُسے چور کا خطرہ نہ اسے ساہ کا ڈر
اور نہ کچھ دغدغہ اخبار و نکی آزادی کا
خوبیان ان کی زمانہ مین جتاتا ہو نہین
عہد مین میرے ہنرمند نہین بن سکتا
اور نہ شاگرد کو اپنی غلطی پر اصرار
مستفید ونکی طرح کرتے ہین اسکو تسلیم
بن نہین آتی کچھ آقا سے ندامت کے سوا
جنس یہان مل نہین سکتی کبھی مقدار سے کم
سُدھ نے گھوڑے پہ چابک نہین اُٹھنے پاتا
اور مزدور کو دیتے ہین کھری مزدوری
خوار پھرتے ہین وہی جو کہ ہین آرام طلب
زورمند آنکھ ملاتے نہین کمزورون سے
ناپ سے کم نہین گتی کبھی تعمیر مین خشت
دام بازار مین کھوٹے نہین چلنے پاتے

جس طرف جائیے یان اُن ہی کا ہی عمل — فتنۂ حشر کے مرجھاتا ہی کترا کے گل

جس قلمرو مین کہ جاری نہین اپنا فرمان — ظلم کے ہاتھ مین وان حکم و عمل کی ہی عنان

دوست اللہ کے مین پھرتے معتوب یہان — اور مسیحاے زمان ہوتے ہین مصلوب وہان

نیک فرزند ہین یان باپ کے جو حلقہ بگوش — رام لچھمن کی طرح پھرتے ہین وان خانہ بدوش

مار رکھا ہی جنھین قوم نے اولاد رسول — قوم کے ہاتھ سے ہوتے ہین پیاسے مقتول

زکریا کی طرح جو ہین خدا کے پیارے — اُن کے سر پر ہین ظلم کے چلتے آرے

زہر سقراط سے ناصح کو پلا دیتے ہین — اور یوسف سے برادر کو دغا دیتے ہین

گفتگو ختم یہ انصاف کی جب آ پہونچی — عقل جو سرکار قضا کار وہان جا پہونچی

وان جو دیکھا تو ہر دو بھائیون مین کچھ تکرار — اور ہر اک کو بزرگی پہ ہی اپنی اصرار

رحم ادھر عدل سے کہتا ہی کہ تو ہی کیا چیز — اور اُدھر رحم کو ہی عدل سمجھتا ناچیز

عقل نے دونون کی تقریر سنی سر تا پا — کہہ چکے وہ تو یہ سنجیدہ جواب انکو دیا

خیر اک کان ہی تم جس کے ہو جوہر دونون — ایک سے ایک ہو تم بہتر و برتر دونون

صاف کہتی ہون سن اے رحم نہین اسمین خلاف — تو ہے اک قالب بے روح نہو گر انصاف

اور سن اے عدل نہین اسمین تکلف سر مو — گر نہ ہو رحم تو اک دیدۂ بے نور ہی تو

دونون تم خلق کے ہو مایۂ آرام و شکیب — گل و شبنم کی طرح ایک ہی اک کو زیب

میری فیصلہ تو یہ ہے اگر تم مانو — اور نہین ملنے کی گر بات مری تم جانو

---

۱۵ صحیح لفظ معاتب ہی مگر اردو مین بجاے معاتب کے معتوب بولا جاتا ہی جیسے بجاے مغفور کے معاف ایسا اردو مین یہی صحیح ہی اور یہی فصیح ہی ۱۲

ابھی اک نکتہ مین تم دونون کو جتلاتی ہون
لو سنو غور سے مین کہتی ہون لو جاتی ہون

فرق اصلا نہین تم دونون مین لڑتے کیون ہو
جبکہ تم ایک ہو آپس مین جھگڑتے کیون ہو

وہی اک شے ہے کہ ہے عدل کہین نام اسکا
کہین مظلوم کی فریادرسی کام اسکا

رحم کہلاے جو مظلوم کی فریاد سنے
عدل ٹھیرے جو سزا ظالم بیرحم کو دے

وہی شفقت ہے کہ استاد کی ہے مار کبھی
اور ماں باپ کی ہو جاتی ہے دھمکار کبھی

وہی شفقت ہے کہ ہے گھور کہین پیار کہین
وہی جلوہ ہے کہ ہے نور کہین نار کہین

کہین وہ مہر کی صورتمین عیان ہوتی ہے
اور کہین قہر کے پردہ مین نہان ہوتی ہے

کہین وہ قند مکرر کا مزا دیتی ہے
اور کہین جانکنی موت چکھا دیتی ہے

یہی شفقت تھی کہ جب اسنے سمجھایا انجام
شیخ فاروق نے بیٹے کا کیا کام تمام

یہی شفقت تھی کہ جب ہو گیا بیجان پسر
ایک برچھی سی لگی باپ کے دل مین آکر

یہی شفقت ہے کہ زخمی کہین کر داتی ہے
یہی شفقت ہے کہ پھر زخم کو بھر داتی ہے

رحم اور عدل سے جب عقل نے تقریر کی
اور وہی ساتھ ہی حالی نے شہادت دیدی

کچھ باقی نہ فریقین کو جاے انکار
چار ناچار کیا یکجہتی کا اقرار

بڑھ کے پھر دونون لپٹے ایسے کہ تھے گویا ایک
مل کے ہو جاتے ہین جیسے کہ دو دریا ایک

تمت